جمعۃ المبارک 01 اکتوبر 2021ء | 23 صفر 1443 ہجری قمری | 01 اخاء 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:233

فرمانِ رسول ﷺ

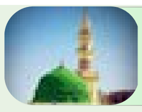

کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام مت لیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب باب فَضْلِ الرِّفْقِ)

ترجمہ: جسے نرمی سے محروم کیا جاتا ہے وہ خیر سے محروم کیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب مُبَاعَدَتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْآثَامِ وَاخْتِيَارِهٖ مِنَ الْمُبَاحِ أَسْهَلَهٗ۔۔۔)

ترجمہ: رسول اللہؐ نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

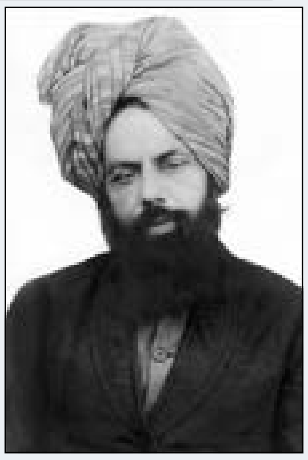

عفو بے محل نہ ہو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے، لیکن اگر کوئی عفو کرے، مگر وہ عفو بے محل نہ ہو، بلکہ اس عفو سے اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ مثلاً اگر چور کو چھوڑ دیا جاوے تو وہ دلیر ہو کر ڈاکہ زنی کرے گا۔ اس کو سزا ہی دینی چاہیے۔ لیکن اگر دو نوکر ہوں اور ایک ان میں سے ایسا ہو کہ ذرا سی چشم نمائی ہی اس کو شرمندہ کر دیتی اور اس کی اصلاح کا موجب ہوتی ہے تو اس کو سخت سزا مناسب نہیں، مگر دوسرا عمداً شرارت کرتا ہے، اس کو عفو کریں تو بگڑتا ہے، اس کو سزا ہی دی جاوے۔ تو بتاؤ مناسب حکم وہ ہے جو قرآن مجید نے دیا ہے یا وہ جو انجیل پیش کرتی ہے؟ قانون قدرت کیا چاہتا ہے؟ وہ تقسیم اور رویت محل چاہتا ہے۔ یہ تعلیم کہ عفو سے اصلاح مدنظر ہو، ایسی تعلیم ہے جس کی نظیر نہیں اور اسی پر آخر متمدن انسان کو چلنا پڑتا ہے اور یہی تعلیم ہے جس پر عمل کرنے سے انسان میں قوت اجتہاد اور تدبّر اور فراست بڑھتی ہے۔ گویا یوں کہا گیا ہے کہ ہر طرح کی شہادت سے دیکھو اور فراست سے غور کرو۔ اگر عفو سے فائدہ ہو تو معاف کرو، لیکن اگر خبیث اور شریر ہے تو پھر جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ پر عمل کرو۔ اسی طرح پر اسلام کی دوسری پاک تعلیمات ہیں جو ہر زمانہ میں روزِ روشن کی طرح ظاہر ہیں۔''

(الحکم جلد 4 نمبر 14 مؤرخہ 17 اپریل 1900ء صفحہ 5 اور 6 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد ہفتم صفحہ 134 اور 135 مطبوعہ 2015ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

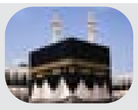

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۵﴾

(آل عمران:135)

ترجمہ: وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا کے مختلف معاشروں میں عدم برداشت اور معاف نہ کرنے کی عادت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''معاشرے میں جب برائیوں کا احساس مٹ جائے تو ایسے معاشرے میں رہنے والا ہر شخص کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوتا ہے اور اپنے نفس کے بارے میں، اپنے حقوق کے بارے میں زیادہ حساس ہوتا ہے اور دوسرے کی غلطی کو ذرا بھی معاف نہیں کرنا چاہتا، چنانچہ دیکھ لیں، آج کل کے معاشرے میں کسی سے ذرا سی غلطی سرزد ہو جائے تو ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے چاہے اپنے کسی قریبی عزیز سے ہی ہو اور بعض لوگ کبھی بھی اس کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور اسی وجہ سے پھر خاوند بیوی کے جھگڑے، بہن بھائیوں کے جھگڑے، ہمسائیوں کے جھگڑے، کاروبار میں حصہ داروں کے جھگڑے، زمینداروں کے جھگڑے ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض دفعہ راہ چلتے نہ جان نہ پہچان ذرا سی بات پر جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ جب اس قسم کے حالات ہوں تو سوچیں کہ ایک احمدی کی ذمہ داری کس حد تک بڑھ جاتی ہے۔ اپنے آپ کو، اپنی نسلوں کو اس بگڑتے ہوئے معاشرے سے بچانے کے لئے بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہمارے لئے کس قدر ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم قرآن تعلیم پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کریں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2004ء بحوالہ خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 138 مطبوعہ 2005ء)

اس شمارہ میں

- نعتِ رسولِ مقبول ﷺ (منظوم)
- سرزمین امریکہ کے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
- میری ہمشیرہ مکرمہ نصرت پروین صاحبہ آف میرپور خاص
- مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ حصول برکات کا ذریعہ

دربارِ خلافت

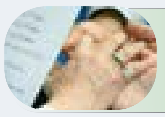

بڑے بڑے ابتلا آئے اور آسانی سے گزر گئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ فرماتے ہیں: ’’قریباً ستائیس برس ملازمت سرکار کی کی اور پندرہ روپے ماہوار سے دوسو روپے ماہوار تک تنخواہ ملی بلکہ زیادہ بھی۔ ہرمشکل اور تکلیف میں جہاں کوئی دوست کام نہ آسکا وہاں صرف اللہ تعالیٰ ہی کام آتا رہا اور میرے سب کام اُس کے فضل و کرم سے ہوئے۔ بڑے بڑے ابتلا آئے اور آسانی سے گزر گئے۔ بیگانوں نے تو کرنا ہی تھا خود اپنوں نے میرے ساتھ سالہا سال برادرانِ یوسف کا سا سلوک روا رکھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ہر معاند و حاسد کو اُس کے حسد و عناد میں ناکام رکھا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ میری دعائیں سنیں۔ اللہ ہی کے حق میں میرا خیر مدّنظر تھا۔‘‘ کہتے ہیں کہ ’’اہلِ لاہور نے توہینِ رسول کا ایک بہتان میرے ذمہ باندھا اور احرارِ سرحد نے میرے قتل کے واسطے ایک بے گناہ شخص کو میرے سر بازار قتل پر آمادہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے میری بریت کے واسطے پستول میں گولی ٹیڑھی کر دی اور پستول چل نہ سکا۔ قاتل کو ارباب محمد نجیب خان صاحب احمدی نے گرفتار کیا اور حوالہ پولیس ہوا اور گورنمنٹ سرحد نے اُس کو نو سال کے واسطے جیل میں بند کر دیا۔ دشمن ناکام ہوئے۔ خدا ہمارے ساتھ تھا اور اب بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام پورا ہوا کہ ’’آگ سے ہمیں مت ڈراؤ، آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔‘‘

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 199-200 روایات حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ)

پھر حضرت میاں نظام الدین صاحبؓ ٹیلر ماسٹر فرماتے ہیں کہ ’’1902ء مارچ میں ہم جہلم سے انجمن حمایتِ اسلام کا جلسہ دیکھنے کے لئے لاہور آئے۔ ہم تین آدمی تھے۔ جلسہ گاہ کے باہر ایک مولوی کو دیکھا۔ وہ قرآنِ مجید ہاتھ میں لے کر کھڑا تھا اور کہتا تھا کہ میں قرآن اُٹھا کر کہتا ہوں کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھا ہو گیا ہے۔‘‘ (یعنی اُن کو کوڑھ ہو گیا ہے)۔ ’’وہ نبیوں کی ہتک کرتا تھا اور ساتھ ساتھ ایک چھوٹا سا اشتہار بھی بانٹ رہا تھا جس کا یہی مضمون تھا۔ میں نے اس سے اشتہار بھی لیا اور ساتھیوں سے کہا کہ چلو قادیان چل کر مرزا صاحب کی حالت دیکھ آویں تا کہ چشم دید واقعہ ہو جائے۔ ہم تینوں قادیان آئے تو مغرب کی نماز میں حضرت صاحب کو دیکھا تو وہ بالکل تندرست تھے۔ میرے ساتھی اور میں حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ ہمارے مولوی نے جھوٹ بولا ہے یا یہ آدمی جو ہمیں بتایا گیا ہے، مرزا صاحب نہیں کوئی اور ہے؟ رات گزر گئی۔ صبح ہم نے مولوی صاحب (یعنی حضرت خلیفہ اوّلؓ) سے جا کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہی مرزا ہے جس کو تم نے دیکھا ہے اور اشتہار بھی حضرت خلیفہ اوّلؓ نے اپنی جیب سے نکال کر ہم کو دکھلایا کہ یہ ہمارے پاس بھی پہنچا ہے۔ اب تم جس کو چاہو سچا کہہ سکتے ہو، خواہ اپنے مولوی کو جس نے اتنا بڑا جھوٹ بولا ہے ’’قرآن اُٹھا کر یہ اعلان کر رہا ہے کہ مرزا کوڑھی ہو گیا‘‘ خواہ مرزا کو جو تمہارے سامنے تندرست نظر آ رہا ہے۔ ظہر کی

بقیہ صفحہ 4 پر

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

نبیؐ ہمارا جدا انتخاب رکھتا ہے
کتابوں میں بھی وہ افضل کتاب رکھتا ہے
جمال و حسن میں ثانی نہیں کوئی اُن کا
ادا بھی آقا مرا لاجواب رکھتا ہے
رسولِ پاکؐ سے ہے انتساب جس کا بھی
عقیدتوں کا مکمل نصاب رکھتا ہے
ترانے صلِّ علیٰ کے وہ پڑھتا ہے دن رات
نبیؐ کے آنکھوں میں ہردم جو خواب رکھتا ہے
زمانہ مصطفیٰؐ کے در سے فیض پاتا ہے
وہ ہر غلام کو دینے کی تاب رکھتا ہے
خدا کے فضل کی ہوتی ہیں بارشیں اُس پر
درود کے جو لبوں پر گلاب رکھتا ہے
چلیں جو نقش قدم پر نبیؐ کے اے بشریٰ!
خدا اُنہی کو سدا کامیاب رکھتا ہے

بشریٰ سعید عاطف، مالٹا

آج کی دعا

ذہنی دباؤ سے بچنے کی دعا

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ)

(مسلم، کتاب الذکر باب استجاب------خفض الصوت بالذکر)

ترجمہ: کسی کو کوئی قوت اور طاقت حاصل نہیں سوائے اللہ کے جو (بہت بلند شان والا اور بڑی عظمت والا ہے۔)

یہ خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی افضل ترین دعا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کا خزانہ یہ ہے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ)

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز معاشرے کی برائیوں سے بچنے اور خود اعتمادی کے حصول کے لئے اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے ذہن سے اپنے مذہب، اپنے عقائد، اپنی شخصیت اور اپنے خاندانی پس منظر کے حوالہ سے ہر طرح کا احساس کمتری مٹا دیں۔ اپنی ذات میں خود اعتمادی پیدا کریں۔ پھر اپنی پنجوقتہ نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا بھی کریں۔ ایک سجدہ اس مقصد کے لیے مختص کر دیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عصر حاضر کے معاشرے کی برائیوں سے بچنے کی طاقت عطا کرے۔ تو بہترین طریقہ تو یہی ہے کہ اپنی پنجوقتہ نمازوں میں دعا کریں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ اپنی صحتیابی کے لیے دعا، ایک سجدہ یا ایک یا دو رکعتیں مختص کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ کی راہنمائی فرمائے گا پھر اس کے علاوہ درود شریف پڑھیں اور یہ دعا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بھی جس قدر ہو سکے ضرور پڑھیں۔ اس دعا کا ترجمہ یاد کریں اور پھر پڑھیں۔ پھر استغفار بھی کثرت سے کریں۔ اس کے گہرے معانی سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ آپ کو بری چیزوں سے بھی بچائے گی اور آپ میں خود اعتمادی بھی پیدا ہو گی۔

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ناصرات الاحمدیہ یو کے ساؤتھ کی (آن لائن) ملاقات بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 20 اگست 2021ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

ڈاکٹر محمود احمد ناگی۔ کولمبس اوہائیو

سرزمینِ امریکہ کے ابتدائی احمدی

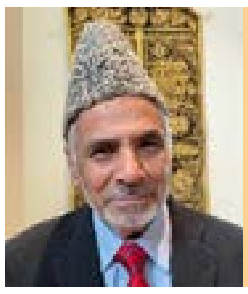

امریکہ کے اوّلین احباب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت کے ذریعہ یا رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی (Review of Religions English) کے مطالعہ سے بشرفِ اسلام ہوئے ان کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔

؎ ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

امام الزّمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم میں تحریر کرتے ہیں:

اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منوّر کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصّہ ملے گا۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہرلنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی۔ اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کے شکار ہو جائیں گے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدا تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدائے تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 376 تا 377)

1901ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تجویز پر ریویو آف ریلیجنز انگریزی اور اردو زبان میں جنوری 1902ء سے جاری ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضورؑ کی روحانی توجہ کی بدولت رسالہ کو اندرون ملک میں ہی نہیں مغربی ممالک میں بھی بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کی وجہ سے یورپ اور امریکہ کے نومسلم انگریزوں میں اسلام کے لئے نیا جوش اور نیا ولولہ پیدا کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر2 صفحہ 203 تا 204)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت اور ریویو آف ریلیجنز انگریزی کی بدولت امریکہ کی تین سعید روحوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ ان کے اسم گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ الیف ایل اینڈرسن (F.L. Andersen) (مرزا حسن)

2۔ چارلس فرانسس سیورائٹ (Charles Francis Sievwright) (محمد عبدالحق)

3۔ ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر (Dr.Anthony George Baker)

الیف ایل اینڈرسن

الیف ایل اینڈرسن پہلے احمدی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی زندگی میں 26 ستمبر 1904ء میں ایمان لائے۔ آپ نے اُن کا نام حسن رکھا۔ وہ ایک سائنسدان تھے اور نیو یارک شہر کے فرسٹ سائنٹیفک سٹیشن (First Scientific Station) پر ملازمت کرتے تھے۔ اخبار البدر کی 14 ستمبر 1905ء کی اشاعت میں ان کے ایک خط کا اردو ترجمہ شائع ہوا۔ حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ سے 1901ء سے اُن کی خط وکتابت جاری تھی۔ وہ اپنے خطوط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حال و احوال پوچھتے رہتے تھے۔ اس بات کی انہیں بڑی خوشی تھی کہ جماعت احمدیہ نے انہیں قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے درخواست کی کہ جماعت احمدیہ انہیں ایک عدد سرٹیفکیٹ جاری کر دے کہ وہ احمدی مسلمان ہیں۔ وہ ریویو آف ریلیجنز کا باقاعدہ سے مطالعہ کرتے اور اس میں شائع شدہ مضامین پر تبصرہ بھی کرتے تھے۔ اپنے خطوط میں تمام احمدیوں کو السلام علیکم کا تحفہ بھی ارسال کیا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام الیف ایل اینڈرسن کے بارے میں اپنی کتاب براہین احمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

یورپ یا امریکہ کے قدیم عیسائیوں میں بھی تھوڑے عرصہ سے ہمارے سلسلہ کا رواج ہوتا جاتا ہے چنانچہ حال میں ہی ایک معزز انگریز شہر نیو یارک کا رہنے والا جو ملک یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ میں ہے جس کا پہلا نام ہے الیف ایل اینڈرسن نمبر 202-200 ورتھ سٹریٹ۔ اور بعد اسلام اس کا نام حسن رکھا گیا ہے وہ ہماری جماعت یعنی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہے اور اس نے اپنے ہاتھ سے چٹھی لکھ کر اپنا نام اس جماعت میں درج کرایا ہے اور ہماری کتابیں جو انگریزی میں ترجمہ شدہ ہیں پڑھتا ہے قرآن شریف کو عربی میں پڑھ لیتا ہے۔ اور لکھ بھی سکتا ہے۔

(براہین احمدیہ جلد پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 106)

چارلس فرانسس سیورائٹ

(Charles Francis Sievwright)(محمد عبدالحق)

چارلس فرانسس سیورائٹ 1862ء میں مارکس سیورائٹ (Marcus Sievwright) اور جوسفین لاہو (Josephine Lahou) کے ہاں فٹزرائے وکٹوریہ (Fitzroy, Victoria) آسٹریلیا میں پیدا ہوئے۔ وہ آسٹریلیا میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز رہے۔ بعد میں وہ برٹش اور انڈین لیگ آسٹریلیا میں بطور کمشنر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اسلام کو جانچنے کے لئے انڈیا کا طویل سفر اختیار کیا۔ وہ لکھتے ہیں: میں 34 سال کی عمر میں 23 مارچ 1896ء کو اسلامی فلاسفی کا کھوج لگانے کے لئے سفر پر روانہ ہوا۔ اس سفر کی وجہ سے میں نے ایک کٹر عیسائی سے فطرتی مذہب اسلام کو قبول کیا گویا کہ محمد رسول اللہ لائے تھے۔ میں یہ بتاتا چلوں کہ مسلم سن رائز کے 1906ء کے ایک شمارے میں اس بات کا علی الاعلان ذکر کیا کہ وہ نسلی اعتبار سے محمد کے پیروکار نہیں بلکہ محمد رسول اللہ کے مذہب کے سچے عاشق ہیں۔ اس سفر کا مقصد اسلامی تعلیم بھی حاصل کرنا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس بامقصد سفر کا مکمل احوال جاننے کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہوگی۔

انہوں نے 1903ء میں قادیان کا تاریخی سفر اختیار کیا جس کی بدولت وہ چارلس فرانسس سیورائٹ سے محمد عبدالحق صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہلائے۔ قادیان کی زیارت کے بعد انہوں نے ریویو آف ریلیجنز میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعلان کیا۔ اس کے علاوہ 1923ء میں اپنے عقیدے کا اظہار مسلم سن رائز میں دوبارہ کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

آخر کار بہت سوچ و بچار کے بعد ریویو آف ریلیجنز، اپریل 1906ء میں اعلان کیا تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں جو کہ دنیا کا سب سے اعلیٰ و ارفع مذہب ہے۔ یہ بات میں دور دراز ملک نیوزی لینڈ سے لکھ رہا ہوں۔ میں نے جو بھی اوپر کے پیرے میں لکھا وہ میرا سچا اور پختہ عقیدہ ہے۔ قادیان سے رخصت ہوئے اب 19 سال بیت گئے ہیں۔

(مسلم سن رائز نمبر 4، 1922ء صفحات 143 تا 146)

ڈاکٹرانتھونی جارج بیکر

(Dr. Anthony George Baker)

انتھونی جارج بیکرآف پینسلوینیا(Pennsylvania)امریکہ کے مشہورشہر پٹس برگ (Pittsburgh)میں 2 فروری 1849ء کو پیدا ہوئے۔وہ ڈاکٹر جیکب بیکر (Dr.Jacob Baker)اورمیری کیتھرین پلاٹ(Mary Catherine Platt)کے بیٹے تھے جو جرمنی سے ہجرت کر کے امریکہ میں آباد ہوئے تھے۔وہ پٹس برگ میں جوان ہوئے۔ اپنی شروع کی تعلیم پٹس برگ پبلک سکول سے حاصل کی۔ 1869ء میں ویسٹرن یونیورسٹی پینسلوینیا(Western University Pennsylvania) جو بعد میں یونیورسٹی آف پٹس برگ کے نام سے جانی جاتی ہے، سے گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔اس کے بعد 1873ء میں ایک مذہبی مدرسہ سے بیچولر آف ڈیونٹی (Bachelor of Divinity)کی ڈگری لی اور ایک گرجا گاہ میں وزیرمقرر ہوئے۔1877ء میں بینڈولف الینوئے (Bendolph Illinois)میں کچھ کام کیا۔کچھ عرصہ بعدان کی منتقلی اٹلانٹک سٹی(Atlantic City)، نیوجرسی میں ہوگئی۔انہوں نے مذہب کامطالعہ جاری رکھا۔1878ء میں آپ کی تعیناتی سینٹ جارج چرچ فلاڈلفیا(St.George Church) پینسلوینیا میں اسسٹنٹ ریکٹر (Assistant Rector)کے عہدہ پر ہوئی۔ایک سال کے بعد وہ پادری بن گئے اورسینٹ سائمن چرچ (St. Simon Church)کی بنیاد رکھی۔1887ء میں آپ جیفرسن یونیورسٹی (Jefferson University)سے بچوں(Pediatrics)کےڈاکٹر کی ڈگری حاصل کی۔ پھراچانک 38 سال کی عمر میں ہی ریٹائر ہوگئے اورشعبہ میڈیسن میں اپنی پریکٹس شروع کردی۔اس کےعلاوہ انہوں نےاپنی صلاحیتوں کو بروئے کارلاتے ہوئے اپنی خدمات کئی ہسپتالوں کو دی ہوئی تھیں۔

ڈاکٹر بیکر نے اپنا علم عیسائیت کے فروغ تک محدود نہ رکھابلکہ مشرقی مذاہب کامطالعہ بھی کرتے رہے۔انہوں نے یورپ کی تمام جدید زبانوں، عربی اور چینی زبانوں میں بھی مہارت حاصل کر لی۔ کئی زبانوں میں کتب بھی تحریر کیں۔آخر کار یہ علم دوستی ان کو انڈیا لے گئی۔

1904ء میں اخبار البدر قادیان کے ایڈیٹرمفتی محمد صادق نے تحقیقِ ادیان و تبلیغ اسلام کےعنوان سے ایک نیا سیکشن شروع کیا جس کا مقصد عام لوگوں کے لئے مذہب سے آگاہی اور دلچسپی قائم کرنا تھا۔اسی ہفتہ ان کو ایک نئے مسلمان کا خط ملا جو امریکہ میں رہتے تھے۔مفتی صاحب انہیں جانتے نہ تھے۔یہ سب ایک اشتہار کی وجہ سے ممکن ہوا جو ایک کتاب فروش نے اخبار میں دیا تھا۔

(ذکرحبیب مصنفہ مفتی محمد صادق صفحہ 347)

مفتی محمد صادق صاحب نے کتاب ذکرِحبیب میں ڈاکٹر بیکر کے ایک خط کا اردو ترجمہ اور اپنا جواب شائع کیا۔آپؓ نے ڈاکٹر بیکر سے استفسار کیا کہ وہ اپنا مذہب بتائیں جس پر وہ ایمان رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر بیکر نے لکھا:

میں نے اسلامی تعلیمات اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرے لگاؤ کا اظہار کوپر لٹریری انسٹیٹیوٹ (Cooper Literary Institute)فلاڈلفیا کےلیکچروں میں بانگِ دہل کیا ہے۔کچھ لیکچر ریویو آف ریلیجنز میں فروری 1912ء اور اگست 1913ء میں چھپنے کے لئے بھجوائے ہیں۔

ان مضامین میں جو اگست 1913ء میں شائع ہوئے، ڈاکٹر بیکر نے حضرت مرزا غلام احمد کے نبی ہونے کا بھرپور اظہار کیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف مسلمانِ ہند بلکہ تمام انسانیت کے لئے بے بہا علمی خزانے عنایت کئے۔

(ریویو آف ریلیجنز اگست 1913ء، صفحہ 327)

احمدیہ مشن امریکہ کی رپورٹ میں جو ریویو آف ریلیجنز مارچ 1916ء، صفحہ 154 پر دیکھی جاسکتی ہے۔ڈاکٹر بیکر نے لکھا کہ وہ سچے مسلمان ہیں، قرآن اور اس کا ترجمہ پڑھتے ہیں اور جو اسلام میں ضروری ہے اسے سرانجام دیتے ہیں۔

ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر 19 فروری 1918ء کو نمونیا کے حملے میں وفات پاگئے۔ اس وقت ان کی عمر 69 سال تھی۔ وہ فلاڈلفیا کے پہلے احمدی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ ان کی تدفین آبائی قبرستان واقع لارل ہل (Laurel Hill)میں ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 20 اکتوبر 2018ء کو دعا کی غرض سے لارل ہل کے قبرستان تشریف لے گئے اور اس صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مغفرت کے لئے دعا کی۔ یہ سو سال پرانی قبر شاید قصہ پارینہ بن جاتی اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس صحابی کا ذکر اپنی کتاب میں نہ کرتے۔ آپؑ لکھتے ہیں:

ایسا ہی اور کئی انگریز ان ملکوں میں اس سلسلہ کے ثناخواں ہیں اور اپنی موافقت اس سے ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر بیکر جن کا نام ہےاے جارج بیکر نمبر 404 سیس کوئی ھینا ایونیو فلاڈلفیا امریکہ۔ میگزین ریویو آف ریلیجنز میں میرا نام اور تذکرہ پڑھ کر اپنی چٹھی میں یہ الفاظ لکھتے ہیں:

"مجھے آپ کے امام کے خیالات کے ساتھ بالکل اتفاق ہے انہوں نے اسلام کو ٹھیک اُس شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس شکل میں حضرت نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا"۔۔۔اسی طرح اور کئی خط امریکہ انگلینڈ روس وغیرہ ممالک سے متواتر آرہے ہیں اور وہ تمام خطوط متعصّب منکروں کے منہ بند کرنے کے لئے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ایک بھی ضائع نہیں کیا گیا۔ (براہین احمدیہ جلد پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 106 تا 107)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

نماز کے وقت جب حضرت صاحب نماز کے لئے تشریف لائے تو مَیں نے حضور کو سارا حال بیان کیا تو حضور نے ہنس کرفرمایا کہ میری مخالفت میں مولوی لوگ جھوٹ کو جائز سمجھتے ہیں۔ حدیثوں میں ایسا لکھا تھا کہ مسیح موعود کے وقت علماء بدترین خلائق ہوں گے۔ مجھ کو حضور کی باتیں سن کر راحت ہوئی اور مَیں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں تو بیعت کرتا ہوں اور یہ میرے ساتھی بھی اتنا جھوٹ دیکھ کر ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔آپ ہمیں اسی وقت بیعت میں داخل فرما کرممنون فرماویں۔حضور نے فرمایا کہ اتنی جلد بیعت کرنا ٹھیک نہیں۔ ابھی تم نے ہماری باتیں نہیں سنیں۔ کچھ دن صحبت میں رہیں۔ باتیں سنیں۔ پھر اگر پورا یقین ہو تو بیعت کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ بیعت کر جائیں اور مولوی لوگوں کے اعتراض سن کر پھر جائیں تو گنہگار ہوں گے۔ (اگر بیعت کر لی اور پھر اگر پھِر گئے تو تم بہت زیادہ گنہگار ہوگے) اس لئے پہلے کم از کم ایک ہفتہ ضرور ہماری صحبت میں رہیں۔ ہم خاموش ہو گئے، وہاں رہے۔حضور نماز سے فارغ ہو کر اندر چلے گئے۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد کہتے ہیں کہ مَیں چونکہ درزی تھا۔ کسی کے پاس بارہ روپے ماہوار پر ملازم تھا۔ اُس نے مجھے میرے احمدی ہونے کی وجہ سے مجھ کو جواب دے دیا، نوکری سے فارغ کر دیا۔ اپنے اور بیگانے سب دشمن ہو گئے۔ ایک شخص جو ہمارا ساتھی تھا، وہ حلوائی کا کام کرتا تھا، سب مسلمانوں نے اتفاق کرلیا کہ اس کی دکان کا سودا کھانا حرام ہے۔ (آج بھی پاکستان میں بعض احمدی دکانداروں کے ساتھ یہی ہو رہا ہے اور تو اور لاہور ہائی کورٹ بار کے وکلاء نے ایک ریزولیشن پاس کیا ہے کہ شیزان کیونکہ احمدیوں کا ہے اس کو پینا حرام ہے)۔ بہرحال دوکان کا سودا اُس نے کہا حرام ہے۔ اس سے مٹھائی نہیں کھانی۔ آٹھ دن تک برابر وہ بائیکاٹ کی تکلیف برداشت کرتا رہا، مگر آٹھویں روز اُس سے برداشت نہ ہوا اور اس نے بیعت چھوڑ دی اور مرتد ہوگیا۔ کہتے ہیں اب ہم دو رہ گئے۔ ہم دونوں درزی تھے۔ ہم سب کچھ برداشت کرتے رہے۔ کہتے ہیں مجھے یاد ہے کہ ان دنوں مجھے کئی کئی دن فاقے کرنے پڑے۔ کئی دن کے بعد مَیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور حالات بیان کئے۔حضور نے نہایت تسلی بخش الفاظ میں فرمایا اگر آپ نے استقلال دکھلایا تو اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ دن آپ سے دور کر دے گا اور اچھے دن لے آئے گا۔ تو کہتے ہیں کہ پھر ایک سال تک بڑی مشکلات میں گزرتے رہے۔ پورا سال انہی مشکلات میں گزر گیا۔ روزی کی تکلیف کی وجہ سے کوئی کام نہیں تھا۔ اس تکلیف کی وجہ سے مَیں چند ماہ کے بعد پھر قادیان آیا اور حضور کی خدمت میں رو پڑا اور اپنی تکلیف بیان کی اور عرض کیا کہ حضور! اجازت دیں تو افریقہ چلا جاؤں۔ شاید اللہ تعالیٰ رحم فرما دے۔ اس پر حضورؑ نے اول تو فرمایا کہ اس راستے میں مومن کو ابتلا آتے ہیں اور بعض دفعہ وہ سخت بھی ہوتے ہیں۔ میں ڈرتا ہوں تم وہاں جاکر کسی سخت ابتلاء میں نہ پڑ جاؤ۔ پھر میرے اصرار پر فرمایا۔ کل بتلاؤں گا دعا کرنے کے بعد۔ چنانچہ دوسرے روز شاید ظہر کی نماز کے وقت فرمایا۔ توکّل الٰہی پر چلے جاؤ (افریقہ چلے جاؤ)۔ مگر خیال رکھنا کہ سلسلہ کی خبر جہاں تک ہو سکے لوگوں کو پہنچاتے رہنا۔ (جہاں بھی جاؤ تبلیغ کا کام نہیں چھوڑنا۔) میں چونکہ اَن پڑھ ہوں مگر سلسلہ کے عشق میں مجھ کو اس قدر تبلیغ کا شوق تھا کہ ہروقت، ہر آن تبلیغ کا خیال رہتا تھا۔ (وہاں بھی پھر تبلیغ کرتے رہے۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 410 تا 418 روایات حضرت میاں نظام الدین صاحب ہیڈ ماسٹر)

(خطبہ جمعہ 13/ اپریل 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

منصور احمد کاہلوں۔ آسٹریلیا

مکرمہ نصرت پروین آف میرپور خاص

میری ہمشیرہ مکرمہ نصرت پروین صاحبہ 4 فروری 2021ء کو 66 سال کی عمر میں مالک حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ وفات کے وقت آپ ربوہ میں تھیں، وصیت کے نظام سے وابستہ تھیں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ عزیزہ نصرت نے ابتدائی تعلیم دارالیمن ربوہ کے پرائمری اسکول میں حاصل کی اور بقیہ تعلیم بشیر آباد اسٹیٹ ضلع حیدرآباد میں مکمل کی، تعلیم مکمل کرنے کے بعد مقامی گورنمنٹ اسکول میں درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہوگئیں، ملازمت کے دوران ہی 1976ء میں سندھ یونیورسٹی سے ٹیچنگ ڈپلومہ کیا۔

آپ ہمیشہ طالبات میں بہت مقبول رہیں، تعلیم کے ساتھ روزمرہ زندگی میں بھی ان کی رہ نمائی کرتی تھیں، دوران ملازمت آپ کی تقرری ایسے گاؤں میں ہوگئی جہاں بہت مخالفت تھی لیکن آپ نے وہاں جاکر اپنے فرائض ادا کرنے شروع کئے، اپنے کام میں باقاعدگی، لگن محنت اور حسن اخلاق سے آپ نے یہ تبدیلی پیدا کی کہ سب لوگ آپ کی خدمات کے معترف ہوئے اور پھر وہ وقت بھی آیا جب یہ سب لوگ اپنی فیملیز کے ساتھ آپ کے بچوں کی شادیوں میں شامل ہوئے۔

آپ کو وقت کی قدر و قیمت کا بہت شدت سے احساس تھا، آپ اپنی گھریلو مصروفیات کے ساتھ ساتھ ملازمت سے متعلق فرائض بھی ادا کرتی رہیں اور جماعتی ذمہ داریوں کو بھی احسن رنگ میں ادا کرتی تھیں، دن بھر کی مصروفیات کے بعد رات کو بہت تھوڑا آرام کر کے اپنے مولیٰ کے حضور قیام و سجود میں وقت گزارتیں۔

دو گھڑی عرض مدعا کرے
وقت بنے ساز گار آدھی رات

ہماری شب بیدار بہن والدہ مرحومہ کی نیک اقدار کی امین تھیں، بچوں کی تعلیم و تربیت، خاوند کی اطاعت گزاری، خدمت خلق، مہمان نوازی، پڑوسیوں سے حسن سلوک، صفائی ستھرائی عزیزوں رشتے داروں سے تعلق غرض ہر شعبہ زندگی میں اچھے نقوش چھوڑنے والی تھیں۔ آپ کی عبادات کی کیفیت قابلِ رشک تھی، نماز سے پہلے وضو اپنے تمام لوازم کے ساتھ پورا کرتی تھیں۔

آخری علالت میں آپ کو رکعتوں کی تعداد یاد نہیں رہتی تھی، آپ نماز پڑھتی چلی جاتی تھیں حتیٰ کہ بچوں کو کہنا پڑتا کہ آپ کی نماز مکمل ہوگئی ہے۔ بیماری کے دوران جب MRI مشین پر تھیں تو ٹیکنیشن بار بار کہہ رہا تھا ہاتھوں کو حرکت نہ دیں لیکن آپ اسکی ہدایت پر عمل نہیں کر پا رہی تھیں، نصف گھنٹہ کا ٹیسٹ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پر محیط ہوگیا اور بعد میں آپ کی بیٹی نے دریافت کیا کہ آپ ہاتھوں کو کیوں ہلا رہی تھیں تو آپ نے بتایا کے میں نماز پڑھ رہی تھی۔

آپ ہر سال پورے روزے رکھتی تھیں، آپ کو کئی سال سے شوگر کی تکلیف تھی لیکن یہ عارضہ کبھی بھی روزوں کی راہ میں حائل نہیں ہوا، قرآن کریم کی تلاوت باقاعدہ کرتی تھیں، قرآن کریم کی تفسیر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ میں بھی بہت باقاعدگی تھی، روحانی خزائن کی بہت سی جلدوں کا مطالعہ کر چکی تھیں، جہاں بھی رہیں بچوں کو قرآن کریم پڑھاتی رہیں۔ اپنے سب بچوں سے جبکہ وہ سب صاحب اولاد ہیں، چند باتوں کے بارے میں ضرور استفسار کرتی تھیں، سب سے اول سوال نماز، اسکے بعد نماز جمعہ کی ادائیگی، حضور پرنور کا خطبہ سننے اور قرآن کریم کی تلاوت بابت گاہے بگاہے پوچھتی رہتی تھیں، بچوں کو اس بات کا احساس تھا کہ امی کا فون آئیگا تو اس بارے میں ضرور پوچھیں گی۔

اللہ تعالیٰ پر توکل اور دعا پر یقین بہت مستحکم تھا، خود بھی بہت دعا کرتیں، کوئی بھی معاملہ ہوتا تو بچوں سے کہتیں دعا کرو اور حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھو، دعا کے ساتھ ساتھ صدقات کی طرف بہت توجہ کرنے والی تھیں۔ آپ سے دعا کے لئے کوئی بھی کہتا تو آپ اپنی دعاؤں میں ان کو یاد رکھتیں، اسی طرح اگر کوئی بھی کام آپ سے کہا جاتا تو آپ ذمہ داری سے اس کام کی تکمیل کرتی تھیں۔ میری علالت کے دوران آپ جہاں میرے لئے دعائیں کرتی رہیں وہیں ایک مریض سے رابطہ کر کے علاج اور خوراک کے حوالہ سے میری راہ نمائی کی۔

رشتوں اور تعلقات کی بہت تکریم تھی، اپنے سسرال اور خاوند کے بہن بھائیوں سے نہ صرف تعلقات رکھنے میں اپنا کردار ادا کیا بلکہ باہمی تعلق اور محبت کو اور بڑھایا، آپ کے خاوند کی ہمشیرہ نے اظہار خیال کرتے ہوئے بتایا کے میں ساری زندگی پہ نظر دوڑاتی ہوں تو کوئی ایک بات بھی ایسی نظر نہیں آتی جو ہمیں ناگوار گزری ہو۔ اپنے بہن بھائیوں سے بھی مثالی سلوک تھا، میرے بھائی مبارک احمد اور ان کی اہلیہ کی وفات کے بعد ہر رنگ میں ان کے بچوں کی خدمت اور سرپرستی کرتی رہیں۔

آپ کو اپنی عملی زندگی میں تقریباً بیالیس سال تک لجنہ میں مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی، آپ نے سیکرٹری ناصرات بشیر آباد، جنرل سیکرٹری لجنہ سنجر چانگ، جنرل سیکرٹری لجنہ میرپور خاص، نائب صدر لجنہ میرپور خاص، سیکرٹری تربیت میرپور خاص، صدر لجنہ میرپور خاص، سیکرٹری تجنید دارالصدر ربوہ، سیکرٹری تربیت رحمان کالونی ربوہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔

مہمان نوازی کا وصف بہت نمایاں تھا، ہر آنے والے مہمان کی خاطر مدارات و تکریم کے اوصاف آپ کو ورثہ میں ملے تھے اور آپ نے خوب خوب اس کی پاسداری کی۔

2013ء سے 2015ء کے عرصے میں جب آپ صدر لجنہ میرپور خاص شہر تھیں تو لجنہ کی تمام میٹنگز آپ کے گھر پہ ہوتی تھیں، آپ نہایت خوشی سے کھانے پینے کی تمام اشیاء خود گھر پر بناتیں اور مہمانوں کو پیش کرتی تھیں۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ لجنہ کی کوئی عہدیدار یا ممبر آپ کے گھر پر گئی ہوں اور آپ نے بغیر تواضع کے واپس آنے دیا ہو۔

ہمارے ہاں جب بھی بچوں کی شادیوں یا تقاریب پہ آتی تھیں، گھر کے سب کام کاج سنبھال لیتی تھیں اور ہمیں دیگر مصروفیات کے لئے سہولت مہیا کرتی تھیں۔

میری ہمشیرہ جو آپ سے بڑی ہیں نے مجھے بتایا کہ آپ کے گھر میں دو خوبصورت پیالے تھے، میں نے ان کی تعریف کی کہ بہت پیارے ہیں، بہن فرصت پاتے ہی بازار گئیں اور ویسے ہی نئے پیالے لا کر مجھے دے دئے۔ ایک موقع پر آپکو کچھ کپڑے بیرون ملک سے آئے تو بہن نے انکی تعریف کی، ان کے چلے جانے کہ بعد وہ کپڑے سلوا کر ان کے گھر پہ بھجوادئے۔

جہاں ضرورت محسوس کرتیں بچیوں کی شادی پر ہر رنگ میں مد اور معاون ہوتیں اور حسب حالات اس سلسلے میں تحریک بھی کرتیں۔ ہمسایوں سے بہت حسنِ سلوک کرنے والی تھیں، گھر میں جب بھی پسندیدہ ڈش بنتی تو پڑوسیوں کے گھر ضرور بھجواتیں۔

دوسروں کی غلطیاں اور قصور معاف کرنے کا حوصلہ رکھتی تھیں، کسی کی لغزش کو نظرانداز کر کہ ایسے ہو جاتی تھیں جسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اپنے قرابت داروں کی خوشیوں میں شامل ہوتیں، تکلیف اور غم کے وقت بھی حاضر ہو کر ڈھارس بندھاتیں، مریضوں کی عیادت کے لیے بھی وقت نکالتی تھیں۔

اپنی روزمرہ مصروفیات، خاوند کی خدمت، بچوں کی دیکھ بھال، ان کی تعلیم و تربیت، جماعتی خدمت کی ساتھ ساتھ گھر کی صفائی ستھرائی بھی قابل ستائش تھی، ہر چیز سلیقے سے رکھی صاف ستھری نظر آتی تھی، ایک اجلا پن تھا جو ہر طرف محسوس ہوتا تھا۔ میرا بھانجا عزیزم عاصم جو آپ کا بھی بھانجا ہی ہے، ایک امتحان کی تیاری کہ سلسلے میں دو ماہ کے لگ بھگ آپ کے ہاں قیام پذیر رہا، آپ جب ملازمت سے گھر واپس آتیں عزیز نے اپنے ادارے میں جانا ہوتا تھا لیکن عزیز کا کہنا ہے کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھے کھانا کھائے بغیر جانے دیا ہو یا مجھے اپنے سینٹر میں پہنچنے میں دیر ہوئی ہو۔

میں نے اپنی علالت کے دوران آپ سے دعا کی درخاست کرتے ہوئے کہا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت اور زندگی دے میں آؤں اور ملاقات ہو جائے لیکن بہن کو پہلے بلاوا آگیا، ہم سب اسی رستے کے مسافر ہیں۔

خوش نصیب ہیں وہ سب جو اچھی یادیں چھوڑ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ میری بہن کو مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے، ان کے درجات بہت بلند فرمائے، ان کے بچوں اور سب عزیزوں کو صبر جمیل عطا ہو۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

عدنان ورک

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ حصول برکات کا ذریعہ

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ سے جہاں ایک احمدی روحانی علوم ومعارف کے خزانے پاتا ہے اور اسکا ذہن بھی منور ہوتا وہاں اسکا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ پڑھنے والے پر برکات کا نزول بھی ہوتا ہے خواہ وہ کسی معرفت کے نقطہ کو صحیح طرح سمجھ پاتا ہے یا نہیں لیکن اس پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول ضرور ہو رہا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ حقیقۃ الوحی میں انبیاء واولیاءاللہ کے روحانی فیوض کے متعلق فرماتے ہیں:

”اور بباعث نہایت درجہ فنافی اللہ ہونے کے اسکی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔۔۔۔ایسا ہی انکے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دی جاتی ہے جسکی وجہ سے ان کا پہنا ہوا کپڑا بھی متبرک ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھونا یا اسکو ہاتھ لگانا اسکے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔اسی طرح انکے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزوجل ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے خدا کے فرشتے اسکی حفاظت کرتے ہیں۔اسی طرح انکے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے۔اسی طرح اس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر ان کا قدم پڑتا ہے“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 18،19)

اسی طرح ایک اور جگہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اور اسکی زبان اور بیان اور تمام افعال اور اقوال اور حرکات و سکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 229)

چونکہ انکی ہر چیز میں برکت رکھی جاتی ہے اور انکی چیزوں کے قریب جانے والا بھی ان برکتوں سے حصہ پاتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کو پڑھنے والا بھی ان برکات اور فیوض سے حصہ پاتا ہے جو ان تحریروں میں اس پاک وجود کی وجہ سے رکھی گئی ہیں۔

اسی طرح علیٰ حسب مراتب خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کی تحریروں میں بھی برکت رکھتا ہے اسی پہلو کو مزید اجاگر کرنے کیلئے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں میں انکا نام وحی الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔“

(سر الخلافہ صفحہ 6)

آپؑ کی تحریرات کس قدر برکتیں سمیٹی ہوئی ہیں اسکا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ان تحریرات کے لکھنے والے کو اللہ تعالیٰ نے تحریری خطاب سے نوازا چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا“

(تذکرہ صفحہ 408)

اس پہلو کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کیا خوب اجاگر کیا ہے آپؓ فرماتے ہیں:

”جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے“

(ملائکۃ اللہ،انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560)

اور فرشتوں کے نزول کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ۔ سَلٰمٌ کہ وہ سلامتی اور رحمتوں برکتوں کے سامان لیکر اترتے ہیں لہٰذا حضورؑ کی کتب کا مطالعہ جہاں ہمیں علمی میدان میں نکھارتا ہے وہیں ہمیں پڑھنے کا ثواب بھی ساتھ مل رہا ہوتا ہے۔

پھر خدا تعالیٰ آپؑ کو الہاماً فرمایا:

” یَآ اَحۡمَدُ فَاضَتِ الرَّحۡمَةُ عَلٰى شَفَتَيۡكَ۔ كَلَامٌ اُفۡصِحَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ رَّبٍّ كَرِيۡمٍ “

(حقیقۃ الوحی صفحہ 105)

اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا۔ یہ انہی ہونٹوں سے نکلی ہوئی تحریریں ہیں جن پر خدا نے رحمت جاری کی تو جو ان تحریروں کو اپنے ہونٹوں پر لے گا وہ بھی اس رحمت سے حصہ پائیگا۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

” یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں“

(پیغام حضور انور۔ بر موقع اشاعت روحانی خزائن کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن مورخہ 10 اگست 2008ء)

ابن الیف آر بسمل

عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

حَتّٰى تَضَعَ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَهَا (محمد:5)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کلمہ یَضَعُ الۡحَرۡبَ جاری ہو چکا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ مسیح موعود جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے

حَتّٰى تَضَعَ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَهَا

یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آ جائے یہی تَضَعَ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَهَا ہے دیکھو بخاری موجود ہے جو قرآن شریف کے بعد اَصَحُّ الۡكُتُبِ مانی گئی ہے اس کو غور سے پڑھو“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 8)

کیوں بھولتے ہو تم یَضَعُ الۡحَرۡب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

ایک نکتہ معرفت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو جنگیں ہوئیں ان کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نکتہ معرفت یہ بھی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا:

”جنگ صرف جرائم پیشہ لوگوں کے لئے تھا کہ مسلمانوں کو قتل کرتے تھے یا امن عامہ میں خلل ڈالتے تھے اور چوری ڈاکہ میں مشغول رہتے تھے ”اور یہ جنگ بحیثیت بادشاہ ہونے کے تھا نہ بحیثیت رسالت“ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ قَاتِلُوۡا فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ الَّذِيۡنَ يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡمُعۡتَدِيۡنَ الجزو 2 سورۃ البقرہ (ترجمہ) تم خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں یعنی دوسروں سے کچھ غرض نہ رکھو اور زیادتی مت کرو خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 295)

رپورٹ: ارشد محمود

دو روزہ نیشنل تربیتی، تعلیمی اور تبلیغی کلاس جماعت احمدیہ یونان

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ یونان کو دو روزہ تعلیمی، تبلیغی و تربیتی کلاس مورخہ 21/ اگست 2021ء بروز ہفتہ اور اتوار یونان کے وقت کے مطابق صبح 10:30 بجے سے لے کر رات 20:45 بجے تک منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ روزانہ کے پروگرام کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پہلا حصہ تربیتی امور، دوسرا حصہ تعلیمی امور اور تیسرا حصہ تبلیغی امور پر مشتمل تھا۔ پہلا دن انصار اللہ کے ممبران کے لئے رکھا گیا اور دوسرا دن خدام الاحمدیہ کے لئے رکھا گیا۔

پروگرام یونان کے شہر ایتھنز جو کہ یونان کا دارالحکومت ہے کے مشن ہاؤس میں ہوا۔

جو احباب ایتھنز میں رہتے ہیں وہ مشن ہاؤس میں آ کر شامل ہوئے اور جو لوگ دور دراز کے علاقوں میں رہتے ہیں وہ آن لائن بذریعہ زوم شامل ہوئے۔

کلاس کی صدارت مکرم و محترم عطاء النصیر صاحب نیشنل صدر و مربی سلسلہ نے کی۔ پروگرام کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم ناصر احمد صاحب نے کی اور اسی طرح تربیتی سیشن کی پہلی تقریر مکرم ناصر احمد صاحب، نائب صدر انصار اللہ نے ''قیام نماز کی اہمیت اور برکات'' کے موضوع پر کی۔

دوسری تقریر مکرم عبدالقدوس صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے ''تلاوت قرآن کریم کی اہمیت اور برکات'' کے عنوان پر کی۔ تیسری تقریر ''مالی قربانی کی اہمیت اور برکات'' کے موضوع پر تھی۔ یہ تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2017ء سے لی گئی جو کہ مکرم شعیب احمد صاحب نے کی تھی۔ اس کی ریکارڈنگ بذریعہ پروجیکٹر دکھائی گئی۔

چوتھی تقریر مکرم عقیل احمد صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ یونان نے کی۔ اس کا موضوع ''حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کی برکات'' تھا۔

پانچویں تقریر مکرم راحیل احمد گھمن صاحب نے ''خدمتِ دین کو اِک فضل الٰہی جانو'' کے موضوع پر کی۔

چھٹی تقریر یوٹیوب ریکارڈنگ کی صورت میں پروجیکٹر پر دیکھی گئی۔ یہ تقریر مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے موقع پر ''عالم اسلام اور خلافت احمدیہ'' کے موضوع پر کی تھی۔

ان تمام تقریر کے آخر میں مربی صاحب نے ان کے اندر سے چند نکات یاد دہانی کے طور پر دوہرائے اور انہیں یاد رکھنے کی تاکید کی۔ چھٹی

تقریر کے بعد کھانے اور نماز ظہر کا وقفہ ہوا۔

دوسرے سیشن جو کہ تعلیمی سیشن تھا اس کا آغاز تین بجے ہوا۔ اس میں پہلی تقریر مکرم عقیل احمد صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چھ کتابوں کا تعارف'' کے عنوان پر کی۔

دوسری تقریر مکرم عطاء النصیر صاحب نیشنل صدر و مربی سلسلہ یونان نے دو موضوعات ''نماز کا ترجمہ سیکھنے کی اہمیت'' اور ''قرآن کریم کا تلفظ سیکھنے کی اہمیت'' پر کی۔ تقریر کے دوران بعض دوستوں کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ اسی طرح سورۃ فاتحہ تک نماز کے لفظی ترجمہ کی دوہرائی کروائی۔ اس کے بعد قاری عاشق حسین صاحب کی یسرنا القرآن کی کلاس نمبر 17 اور اٹھارہ کے ذریعہ زیر، زبر اور پیش کی ادائیگی کی مشق کروائی گئی اور ان کلاسوں سے احباب جماعت کو متعارف کروایا گیا۔

تیسری تقریر مکرم راحیل احمد گھمن صاحب نے ''قرآن کریم کا تعارف'' کے موضوع پر کی۔

چوتھی تقریر مکرم عطاء النصیر صاحب نیشنل صدر و مربی سلسلہ نے ''صحاح ستہ کا تعارف'' کے موضوع پر کی جس میں قرآن، سنت اور حدیث کے متعلق جماعتی عقائد پر بھی روشنی ڈالی۔ اس تعلیمی سیشن کے آخری موضوع ''حضرت مصلح موعودؓ کی پانچ کتب کا تعارف'' کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 19 فروری 2021ء کا کچھ حصہ سنا گیا جس میں حضور انور نے حضرت مصلح موعودؓ کی بعض کتب کا تعارف کروایا تھا۔ اس کے بعد نماز عصر اور چائے کے لئے وقفہ کیا گیا۔

تیسرا سیشن تبلیغی سیشن تھا جس میں ''صداقت حضرت مسیح موعودؑ'' کے موضوع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب بیان فرمودہ 12/ دسمبر 2004ء یوٹیوب سے بذریعہ پروجیکٹر دیکھا گیا۔ اس کے بعد ''وفات مسیح'' اور ''ختم نبوت'' کے موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجالس عرفان میں سے کچھ یوٹیوب وڈیوز دکھائی گئیں۔

ہر تقریر کے بعد مکرم و محترم صدر مجلس سب سے باری باری پانچ پوائنٹ پوچھتے تا کہ جو تقریر یا ریکارڈنگ سنی ہے سب کو اس کی اچھی طرح سمجھ آ جائے اور ذہن نشین ہو جائے۔

پہلے دن کے اختتام پر مکرم عطاء النصیر صاحب نیشنل صدر و مربی سلسلہ یونان نے خطاب فرمایا اور آخر پر اجتماعی دعا کروائی۔ دعا کے بعد

کھانے کا انتظام تھا اور نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔ پہلے دن کے اختتام پر کلاس آن لائن اور حاضر شاملین کی تعداد 20 رہی جن میں 8 انصار اور 12 خدام تھے۔

دوسرے دن کا پروگرام خدام کے لئے اور ان انصار کے لئے مخصوص تھا جو گزشتہ روز شامل نہیں ہو سکے تھے۔ تینوں سیشنز میں پہلے دن کے عناوین اور موضوعات پر ہی تقاریر ہوئیں اور وڈیوز دکھائی گئیں۔ دوسرے دن مقررین خدام میں سے مقرر کئے گئے تا کہ ان کی اس حوالہ سے بھی تربیت ہو سکے۔

تربیتی سیشن کی تقاریر میں جن نئے مقررین نے تقاریر کیں ان کے اسماء اور تقاریر کے عناوین کچھ یوں رہے ہیں:

''قیام نماز کی اہمیت اور برکات'' پر تقریر مکرم عقیل احمد صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے کی۔

''تلاوت قرآن کریم کی اہمیت اور برکات'' کے موضوع پر تقریر مکرم راحیل احمد گھمن صاحب نے کی۔

''مالی قربانی کی اہمیت اور برکات'' کے موضوع پر تقریر مکرم عرفان لطیف صاحب، نیشنل سیکرٹری مال نے کی۔

''حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کی اہمیت اور برکات'' کے عنوان پر تقریر مکرم مبشر احمد صاحب نے کی۔

''خدمت دین کو اِک فضل الٰہی جانو'' کے موضوع پر تقریر مکرم محمد احمد صاحب نے کی۔

تعلیمی سیشن میں نئے مقررین کے اسماء اور ان کی تقاریر کے اسماء کچھ یوں ہیں:

''حضرت مسیح موعودؑ کی چھ کتب کا تعارف'' کے عنوان پر تقریر مکرم شعیب احمد صاحب نے کی۔

''قرآن کریم کا تعارف'' کے عنوان پر تقریر مکرم عدنان اکرم صاحب نے کی۔

باقی تمام پروگرام گزشتہ روز کی طرح ہی رہا۔

آخر پر مکرم عطاء النصیر صاحب مربی سلسلہ و نیشنل صدر یونان نے اختتامی تقریر کی اور دعا، کھانے اور نمازوں کے بعد یہ دو روزہ نیشنل تربیتی، تعلیمی و تبلیغی کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ دوسرے روز کی کل حاضری 37 رہی۔ ان میں 7 انصار اور 30 خدام تھے۔ 13/ افراد نے زوم کے ذریعہ آن لائن اور 24 افراد نے ایتھنز مشن ہاؤس میں حاضر ہو کر شمولیت اختیار کی۔ آن لائن شاملین یونان کے مختلف شہروں سے شامل ہوئے جن میں کاتیرینی، آسپروپرگوس اور تھیسالونیکی شامل ہیں۔ اسی طرح دو جزائر ایبنا اور سکیروس سے بھی دوستوں نے زوم کے ذریعہ سے شرکت کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

اطفال کارنر۔

تقریر

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں سے حسنِ سلوک

دنیا میں مجھ سے سب زیادہ پیار کرنے والا وجود میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میرے والدین اور مجھ سے بڑے عزیز و اقارب، رشتہ دار اور میرے چاہنے والے جو مجھ سے پیار سے پیش آتے ہیں وہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ایسا کرتے ہیں۔ آج مجھے مختصر سے وقت میں اسی کی جھلک دکھلانی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ’’اپنی اولاد کی عزت کرو‘‘ اور پھر فرمایا ’’باپ کا اپنی اولاد کو بہترین تحفہ اس کی تعلیم و تربیت ہے‘‘۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے کانوں میں اذان اور تکبیر کہا کرو تا کہ نیکی کی بات ہی کان میں پڑے۔ آپ ﷺ اپنے زیر تربیت بچوں کے لیے دعا کیا کرتے تھے کہ ’’اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر‘‘۔ آپ ﷺ کے پاس جب بھی نیا پھل آتا تو آپ ﷺ محفل میں موجود سب سے چھوٹے بچے کو ضرور دیتے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ’’بچوں کو چوما کرو کہ اس کے بدلہ میں تم کو جنت میں بدلہ ملے گا۔ جو بچوں کے ساتھ شفقت اور رحمت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں‘‘۔

ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے بچوں کو چوم رہے تھے تو ایک بدو نے دیکھ کر کہا کہ اے رسول! میرے 10 بچے ہیں میں نے کبھی نہیں انہیں چوما آپ ﷺ نے فرمایا! اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ پھر ایک موقع پر فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ نماز پڑھاتے اگر کسی بچے کے رونے کی آواز آپ ﷺ سن لیتے تو نماز مختصر کر دیتے اور فرمایا کرتے کہ اس کا رونا اس کی ماں پر گراں گزرتا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے اندر بچوں کے لیے ماں سے بھی بڑھ کر محبت والا دل تھا۔ اس لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے بڑھ کر بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں 10 سال تک آپ ﷺ کی خدمت میں رہا۔ آپ ﷺ نے مجھے ان دس سالوں میں ایک دفعہ بھی نہیں جھڑکا۔ ایک دفعہ عید کے روز ایک مسلمان بچہ ایک جگہ افسردہ کھڑا تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھ لیا کہ یہ دوسرے بچوں کو حسرت سے دیکھ کر رو رہا ہے کہ ان کے ماں باپ ہیں اس لئے ان بچوں نے نئے کپڑے پہنے ہیں۔ آپ ﷺ اس بچے کو گھر لے گئے۔ نئے کپڑے دیئے۔ نیا جوتا دیا۔ اور فرمایا آج سے محمد تمہارا باپ، عائشہ تمہاری ماں اور فاطمہ تمہاری بہن ہے۔

پس ننھے پھول جیسے بچوں کو جو کل کے باپ بننے والے تھے۔ پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ گود میں اٹھاتے، ان کے منہ چومتے، سینے سے لگاتے، ان کے لیے دعائیں کرتے، ان کو دین کی باتیں سکھاتے۔ اس حسن سلوک کی وجہ سے بچوں کو بھی آپ ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ بچے جب آپ ﷺ کو دیکھتے تو خوشی اور شوق سے بھاگ کر آتے اور آپ ﷺ باری باری ان کو گود میں اٹھا کر پیار کرتے۔ آپ ﷺ کی عادت تھی کہ ہمیشہ بچوں کو خود پہلے سلام کرتے۔ ان سے پاکیزہ مزاق بھی کرتے اور نیک اور اچھی باتیں بھی بتاتے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کے نواسے نے کسی بچے کو اونٹ پر سوار دیکھ کر کہا کہ میں نے بھی اونٹ پر بیٹھنا ہے۔ آپ نے اسے کندھے پر سوار کر کے اونٹ کی طرح چلنا شروع کر دیا۔ کسی نے دیکھ کر کہا کتنی پیاری سواری ہے تو آپ ﷺ نے فوراً فرمایا «سوار بھی تو کتنا پیارا ہے»

آپ ﷺ اپنے اور امت کے بچوں سے تو پیار کرتے ہی تھے۔ امت سے باہر بچوں سے بھی پیار سے پیش آتے۔ ایک دفعہ ایک جنگ میں بچے مارے گئے۔ آپ ﷺ نے افسوس کیا۔ صحابہ نے عرض کی۔ حضور! مشرکین کے بچے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آخر معصوم تھے۔ آپ سے بہتر تھے۔

الغرض میرے پیارے آقا اس شعر کے حقیقی مصداق تھے۔

محمد ہی نام اور محمد ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

(فرخ شاد)

خلفائے احمدیت کی تحریکات

قبولیت دعا کے ذاتی تجربات کے بیان پر توجہ دینی چاہیے!!!

حضرت مسیح موعودؑ نے ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت پیش کرنے کے لئے از خود رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری فرمایا۔ اس رسالہ نے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق ایک پراجیکٹ ‘The Existence Project’ کا آغاز کیا ہے۔ جس کا مقصد امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق اپنے بنیادی مقصد (یعنی) کو پورا کرنا ہے۔ اس حوالہ سے مکرم عامر سفیر صاحب مدیر رسالہ ہذا کے درج ذیل سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ خدا تعالیٰ سے تعلق کے ذاتی تجربات کے بیان پر توجہ دینی چاہیے!!!

حضور! ان دنوں ہم آپ کی راہ نمائی پر بعض احمدی مسلمانوں کے ایسے تجربات اکٹھے کر رہے ہیں جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول کی ہوں۔ میرا سوال دیگر مذاہب کے لوگوں سے متعلق ہے جو ایسے ہی دعوے رکھتے ہیں کہ خدا ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ ہم بعض ٹی وی چینلز یا دیگر شوز میں دیکھتے ہیں کہ کسی عیسائی پادری یا غیر احمدی امام نے لوگوں کے لیے دعا کی اور ان کا دعویٰ ہوتا ہے کہ فوری طور پر ان کی دعا سنی گئی۔ کیا ایسے ذاتی تجربات کو درست تسلیم کرنا چاہیے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہمیں اپنے احباب کے ذاتی تجربات کو شائع کرتے رہنا چاہیے اس خیال سے قطع نظر کہ دوسرے کیا کہیں گے۔ ان کے بیانات درست ہیں یا غلط، ہمیں فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ ہمیں صرف اپنے تجربات کے بیان پر توجہ دینی چاہیے۔ بسا اوقات لوگ غلط بیان بھی دے دیتے ہیں۔ بعض غیر احمدی ایسے دعوے بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت آدم سے لے کر جملہ انبیاء کو خواب میں دیکھا ہے۔ آیا انہوں نے واقعی دیکھا ہے یا نہیں، یہ ان کا مسئلہ ہے۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہمارا کام ہے کہ ہم اپنے تجربات کو بیان کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ اگر کسی میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا تو وہ کوڑھی اور بیمار کو درست کر دے گا۔ یہی معاملہ ’’جنگ مقدس‘‘ کے مباحثے کے دوران پیش آیا تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائی پادریوں سے فرمایا کہ انہیں حضرت مسیح علیہ السلام کی اس بات کو بیماروں کو صحت یاب کر کے جو اس وقت پیش کیے گئے تھے، درست ثابت کرنا چاہیے۔ اور انہیں چاہیے کہ اپنے دستِ مسیحائی ان پر رکھ کر انہیں صحت یاب کر دیں اور خود کو نجات یافتہ اور ایماندار ثابت کریں۔ البتہ وہ پادری ایسا کرنے میں ناکام رہے اور انہوں نے راہِ فرار اختیار کی۔

مسئلہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے لازماً لوگوں کو احمدی کر کے چھوڑنا ہے جبکہ یہ غلط (طریق) ہے۔ ہم کسی کو اس کا مذہب بدلنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ ہم صرف ذاتی تجربات بیان کر رہے ہیں۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ لوگوں کا مذہب بدلتے پھریں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو بھی ہدایت فرمائی کہ آپ لوگوں تک محض پیغام پہنچائیں مگر ان کے دلوں کا حال بدلنے کی ذمہ داری آپؐ پر نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دلوں کو بدلنا اس کا کام ہے۔

جب دوسرے اس طرح کے دعاوی پیش کرتے ہیں تو ہم ان کے بارے میں کوئی حتمی نتیجہ نہیں نکال سکتے۔ مثال کے طور پر ایک جوتشی یا دہریہ ڈاکٹر بیماریوں کا علاج کرے تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیونکہ وہ دہریہ ہے اس لیے اس کا علاج ٹھیک کام نہیں کرے گا۔ ایک آدمی جو کسی معالج پر یقین رکھتا ہو اگر وہ (معالج) زناکار ہو یا بد اخلاق ہو پھر بھی جو علاج وہ کر رہا ہے وہ اپنا اثر دکھائے گا۔

بہر حال بسا اوقات ایسے لوگ اپنے مریضوں پر دورانِ علاج کچھ نفسیاتی اثر بھی ڈال دیتے ہیں۔ لوگ اس نفسیاتی اثر کے تابع جذبات سے مغلوب ہو کر ایسی ذہنی کیفیت سے گزرتے ہیں کہ انہیں لگتا ہے کہ وہ ٹھیک ہو گئے ہیں جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ ایسے زیر علاج آدمی عارضی جذبات اور احساسات سے متاثر ہو کر سمجھتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہو گئے ہیں اور بہتر محسوس کر رہے ہیں مگر یہ حالت زیادہ دیر تک نہیں رہتی۔ اصل بات یہ ہے کہ کیا ایسا شخص حقیقی طور پر دلی اور اندرونی تسکین اور سکون پاتا ہے یا نہیں۔ افریقہ میں ایسے لوگ ہیں جو صلیب پہنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں سکون ملتا ہے مگر کیا ہم یہ دعویٰ درست مان سکتے ہیں؟ ہم ہر گز نہیں مان سکتے کیونکہ یہ شرک کا ایک حصہ ہے یعنی اللہ کے سوا شریک بنانا۔ حقیقت یہ ہے کہ دوسرے لوگ ایسے دعوے کرتے ہیں لیکن اللہ سب سے بہتر جانتا ہے اور یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ بہر حال ہم اپنے ذاتی تجربات بیان کرتے رہیں گے۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 27 مئی 2021ء)

(مرسلہ: ذیشان محمود سیرالیون)

ع الف ورک

خدا کے خلیفہ کو باقاعدگی سے خط لکھنا کیوں ضروری ہے!

جو جتنا خدا کو پیارا ہو خدا تعالیٰ اتنی ہی علی قدر مراتب اس کی دعاؤں کو سنتا ہے تو اس پوری دنیا میں خدا تعالیٰ کا سب سے پیارا وجود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ خلیفۃ المسیح کی دعائیں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔اس بات کو اگر مثال سے سمجھایا جائے تو یوں سمجھ لیں کہ ہماری دعا سادہ پانی کی طرح ہے اور خلیفۃ المسیح کی دعا میٹھے شربت کی طرح اگر ہم اپنے سادے پانی میں میٹھا شربت ملا لیں گے تو ہمارا سادہ پانی بھی میٹھا شربت بن جائے گا اور یہ وہ نقطہ ہے جو خود خدا تعالیٰ کی ذات نے ہمیں بتایا ہے چنانچہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ صاحب نے 1919 میں قادیان میں مکان بنانے کا ارادہ کیا لیکن حالات بہت کمزور تھے چنانچہ آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے مکان کے حوالہ سے دعا کی درخواست کی تو حضورؓ کی دعاؤں سے مکان بنانے کے غیر معمولی انتظامات ہو گئے کچھ ہدیۃً اللہ تعالیٰ نے بندوبست کیا کچھ قرض حسنہ میسر آ گیا حالانکہ آپؓ کے پاس ایک دیوار کھڑی کرنے کی گنجائش نہ تھی چنانچہ اس مکان کی تیاری میں جو قرض حسنہ لیا تھا اس کو اتارنے کی فکر آپؓ کو دامن گیر رہتی۔ چنانچہ رمضان المبارک آ گیا اور آپؓ نے تہیا کیا کہ قرض کو اتارنے کیلئے ان ایام میں خاص دعائیں کروں گا لیکن اس بار اس پریشانی کا آپؓ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ذکر نہ کر سکے چنانچہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں « چنانچہ اس رمضان میں بھی جب میں نے خاص توجہ سے گراں بار قرض کے اترنے کیلئے دعا کی اور دعا کرتے ہوئے آٹھواں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ کی قدوس ذات میرے ساتھ ہمکلام ہوئی اور اس پیارے اور محبوب مولیٰ نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا 'اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرض جلد اتر جائے تو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کر لے'

(حیات قدسی صفحہ 267-268)

سننے والی ذات حضرت مولوی غلام رسول راجیکیؓ کی دعا سن بھی رہی ہے لیکن پھر یہ کہہ رہی ہے کہ خلیفۃ المسیح کی دعا کو بھی شامل کرو اس میں ہم سب خوش نصیب احمدیوں کو اللہ تعالیٰ یہ پیغام دے رہا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعائیں جلد اور زیادہ قبول ہوں تو خلیفۃ المسیح کو دعا کیلئے ضرور لکھا کرو۔ قبولیت دعا کے حوالے سے ایک بہت ضروری بات یہ ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو کبھی کبھار خط نہیں لکھنا چاہیے بلکہ بار بار انکو دعا کیلئے لکھتے رہیں یہ نقطہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی سے ہمیں ملتا ہے جب بھی کوئی آپ کو بذریعہ خط یا زبانی دعا کے لئے لکھتا یا کہتا تو آپؑ اسے یہ نصیحت لازمی کرتے کہ دعا کیلئے بار بار یاد دلاتے رہیں چنانچہ حضرت بھائی عبد الرحمان قادیانیؓ فرماتے ہیں ''ہم لوگ اکثر لکھتے اور عرض کرتے رہا کرتے تھے اور بعض اصحاب ضرورت وحاجت اکثر روزانہ اور متواتر ہفتوں بھی حضرت کے حضور دعاؤں کی درخواستیں بھیجا کرتے تھے حضور کی مجلس کے دوران بھی کبھی کبھی احباب التجاء دعا کیا کرتے جس کے جواب میں عموماً حضورؑ فرمایا کرتے تھے ان شاءاللہ دعا کروں گا یاد دلاتے رہیں''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 366)

اسی پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کا اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا ''اصول دعا میں سے یہ بات ہے کہ جب تک انسان کو کسی کے حالات کے ساتھ پورا تعلق نہ ہو تب تک وہ رقت اور درد اور توجہ نہیں ہو سکتی جو دعا کے واسطے ضروری ہے اور اس قسم کے حضور اور توجہ کا پیدا کرنا در اصل اختیاری امر نہیں ہے دعا میں کوشش ہر دو طرف سے ہونی ضروری ہے دعا کرنے والا خدا تعالیٰ کے حضور میں توجہ کرنے میں کوشش کرے اور دعا کرانے والا اس کو توجہ دلانے میں مشغول رہے بار بار یاد دلائے خاص تعلق پیدا کرے صبر اور استقامت کے ساتھ اپنا حال زار پیش کرتا رہے تو خواہ مخواہ کسی نہ کسی وقت اس کے لئے درد پیدا ہو جائے گا''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 50-51)

اس لئے پیارے آقا کو اسقدر دعا کیلئے خط لکھا کریں کہ پیارے آقا کی یادداشت میں آپ خوش نصیب محفوظ ہو جائیں آمین

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب ۔ سسکاٹون، کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

میری ساری فیملی روز نامہ الفضل کی باقاعدہ قاری ہے۔ روز نامہ الفضل کا پہلا صفحہ تو ہم سب افراد خانہ ملکر پڑھتے ہیں۔ وہ اس طرح سے کہ ایک بچہ ارشادِ باری تعالیٰ مع ترجمہ پڑھتا ہے تو دوسرا حدیث نبوی ﷺ ،تیسرے بچے کے حصے میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشادات عالیہ ملفوظات یا روحانی خزائن میں سے جو روز نامہ الفضل میں ''حضرت سلطان القلم کے رشحات قلم'' کے عنوان سے چھپتے ہیں اور چوتھا بچہ ''دربارِ خلافت'' والا حصہ پڑھتا ہے۔ بعد ازاں خاکسار یا میرے میاں ''فرمانِ خلیفہ وقت'' پڑھتے ہیں۔ الحمد للہ! یوں روزانہ فیملی کلاس بھی ہو جاتی ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور روز نامہ الفضل کی برکت سے ہمارے گھر میں تقریباً چار دروس ایک ہی وقت میں ہو جاتے ہیں۔ میرے چاروں بچے جو یہیں کی پیدائش و پرورش شدہ ہیں (اردو پڑھنا جانتے ہیں) کہتے ہیں کہ روز نامہ الفضل آن لائن کی ہمارے گھروں میں آمد کی برکت سے ہر روز ہم قرآنِ کریم کی ایک آیت اور ایک حدیث یاد کر لیتے ہیں اور بعض اوقات تو ایسی احادیث مبارکہ الفضل کی زینت بنتی ہیں جو پہلی دفعہ الفضل کی وساطت سے پڑھنے کو ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت خامسہ کے مبارک و بابرکت دورِ خلافت اور آپ کی ادارت میں الفضل کو بے شمار ترقیات، کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

- مکرمہ صادقہ منورہ۔ کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

روز نامہ الفضل آن لائن 15 ستمبر 2021ء کے شمارے میں ظہیر احمد طاہر صاحب جرمنی کا مضمون ''گفتگو کا سلیقہ'' بہت پسند آیا۔ خاص طور پر ایسے وقت میں اس طرح کے مضمون کا لکھنا کہ معاشرے میں وسعت حوصلہ کا فقدان، معمولی معمولی باتوں پر آپس میں ناچاقیوں کا پیدا ہونا اور دورانِ گفتگو چھوٹے بڑے کا لحاظ نہ رکھنا عام سی بات سمجھی جاتی ہے۔ اس طرح کے ماحول میں واقعی زبان کے زخم تلوار کے زخموں سے زیادہ بڑا گھاؤ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سب قلمکاروں کے جنبشِ قلم میں مزید نکھار پیدا کرے آپ اور آپ کی بے لوث خدمت کرنے والی ٹیم کو اتنا معلوماتی اخبار نکالنے پر بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔

- مکرمہ مدیحہ مصور کاہلوں۔ کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

آپ کا اداریہ ''عشق و مشک را نتواں نہفتن'' بہت اچھا لگا۔ ہمارے اندر سے بھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین اعمال کی خوشبوئیں پھوٹیں اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال سے اپنے ماحول کو معطر کرنے کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

منصور احمد رند

مارخور پاکستان کا قومی جانور

اشیاء کو قومی تشخص بنانے کی روایت کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔اس روایت کا محرک اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ مذکورہ چیز کو تحفظ فراہم کیا جائے یا پھر اسے فروغ دینا مقصود ہو۔شاید اسی غرض سے اشیاء کو قومی قرار دیا جاتا ہے۔ البتہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ’’قومی‘‘ قرار دی گئی چیز نایاب ہو جیسے کہ کنول ’’پاکستان کا قومی پھول‘‘ ہے لیکن نایاب نہیں ہے۔ البتہ مارخور ضرور نایاب ہو رہا ہے۔ مارخور پاکستان کا قومی جانور ہے اور جیسے اس کا شکار کیا جارہا ہےعنقریب یہ نایاب سے ناپید ہونے کے خطرے سے دوچار ہے۔

وجہ تسمیہ

مارخور فارسی نام ہے، مار کے معنیٰ سانپ اور خور یعنی کھانے والا۔لیکن یہ سانپ بالکل بھی نہیں کھاتا اس کا تعلق چرندوں کے خاندان سے ہے۔ پھر جانے اسے مارخور کیوں کہا جاتا ہے۔شاید کوبرا سانپ کے پھن کے مشابہ بل دار سینگوں کی وجہ سے اسے مارخور کہا جانے لگا ہو۔

مقامی طور پر اس کے بارے میں کئی کہانیاں بیان کی جاتی ہیں۔جیسا کہ مارخور سانپ کو مار کر چباجاتا ہے اور اس جگالی کے نتیجے میں اس کے منہ سے جھاگ نکلتی ہے جو نیچے گر کر خشک اور سخت ہو جاتی ہے۔لوگ یہ خشک جھاگ ڈھونڈتے ہیں اور اس کو سانپ کے کاٹے کے علاج میں استعمال کرتے ہیں۔

بود و باش

مارخور جنگلی بکرے کی ایک قسم کا چرندہ ہے جو پاکستان میں گلگت بلتستان، ضلع چترال، وادی کالاش اور وادئ ہنزہ سمیت دیگر شمالی علاقوں کے علاوہ وادئ نیلم کے بالائی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔اس کے علاوہ مارخور بھارت، افغانستان، ازبکستان، تاجکستان اور کشمیر کے کچھ علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

جسمانی خد و خال

جنگلی حیات کے ماہرین اسے جنگلی بکرا ہی شمار کرتے ہیں۔بکروں کی نسل میں یہ سب سے بڑا بکرا ہے۔اس کا وزن 32 تا 110 کلوگرام تک ہوتا ہے۔ رنگ سیاہی مائل بھورا ہوتا ہے اور ٹانگوں کے نچلے حصے پر سفید و سیاہ بال ہوتے ہیں۔ مارخور کی ٹھوڑی، گردن، سینے اور نچلی ٹانگوں پر مادہ کے مقابلے میں زیادہ لمبے بال ہوتے ہیں۔ مادہ کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے، جسم اور ٹھوڑی کے بال چھوٹے ہوتے ہیں جبکہ گردن پر بال نہیں ہوتے۔اس میں سب سے نمایاں چیز اس کے سینگ ہوتے ہیں جو دیکھنے والے کی توجہ اپنی جانب کھینچتے ہیں۔نر اور مادہ دونوں کے سینگ بل دار ہوتے ہیں، جو سر کے قریب بالکل ساتھ ساتھ جبکہ اوپر کی طرف بڑھتے ہوئے الگ ہو جاتے ہیں۔ نر کے سینگ مادہ کے مقابلہ میں بڑے ہوتے ہیں۔مارخور کے جسم کی بو عام گھریلو بکرے کے مقابلے میں بہت تیز ہوتی ہے جو اسے شکاری جانوروں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس بدبو کے باعث شکاری جانور اس کے پاس نہیں آتے۔

عادات و اطوار

مارخور بنیادی طور پر ایک پہاڑی جانور ہے اور 600 سے 3600 میٹر تک کی بلندی پر پائے جاتے ہیں۔ یہ دن میں چرنے پھرنے والا جانور

ہے اور زیادہ تر صبح سویرے یا سہ پہر کے وقت نظر آتا ہے۔ان کی خوراک موسم کے ساتھ تبدیل ہوتی ہے۔موسم گرما اور بہار میں یہ گھاس چرتے ہیں جبکہ سردیوں میں درختوں کے پتے کھاتے ہیں۔ جوڑے بنانے کا عمل سردیوں میں شروع ہوتا ہے اور نر ایک دوسرے کے سینگوں میں سینگ پھنسا کر ایک دوسرے کو پچھاڑتے ہیں۔ مادہ کا حمل 135 سے 170 دن تک ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایک، دو اور بعض اوقات تین تک میمنے پیدا ہوتے ہیں۔ مارخور ریوڑ کی شکل میں رہتے ہیں جس کی تعداد 9 تک ہوسکتی ہے۔ ریوڑ میں بالغ مادائیں اور ان کے بچے شامل ہوتے ہیں۔ بالغ نر عموماً اکیلے رہنا پسند کرتے ہیں۔ ان کی آوازیں بکری سے ملتی جلتی ہوتی ہیں۔موسم سرما کے اوائل میں نر اور مادہ ایک ساتھ کھلے گھاس کے میدانوں میں پائے جاتے ہیں، جبکہ گرمیوں میں نر اکیلے اور مادائیں اکٹھی اور نروں سے الگ رہتی ہیں۔

اقسام

اب تک مارخور کی تین اقسام عالمی طور پر تسلیم کی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں:

بخارائی مارخور: مارخور کی یہ قسم بالائی آمو دریا اور پیانج دریا کے شمالی کناروں پہ واقع جنگلات میں پائی جاتی ہے جو ترکمانستان سے تاجکستان تک پھیلے ہوئے ہیں۔

کابلی مارخور: کے سینگ بل دار اور مڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ 1978 تک کابلی مارخور صرف افغانستان میں کابل کے سلسلوں، کوہ سلیمان، کوہ صافی اور ان کے درمیان موجود تھے۔ کثیر تعداد میں شکار کی وجہ سے اب یہ صوبہ کابل کے انتہائی دور دراز اور نارسا علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

استور مارخور: مارخور کی یہ نسل پاکستان میں چترال، گلگت بلتستان، کوہستان اور ہنزہ کے علاقوں میں پایا جاتا ہے۔پاکستان کے علاوہ یہ انڈیا اور افغانستان میں بھی پائے جاتے ہیں۔اس کے سینگ بڑے اور چپٹے ہوتے ہیں جو تقریباً سیدھے ہوتے ہیں۔

پالتو بکروں سے تعلق

کچھ محققین نے مارخور کو عام پالتو بکرے کے اجداد کی صف میں شامل کیا ہے۔چارلس ڈارون کے مطابق موجودہ بکرا مارخور اور پہاڑی بکروں کی آپس میں افزائش نسل کے نتیجے میں پیدا ہوا۔بعض محققین نے سینگوں میں مشابہت کی وجہ سے مارخور کو چند مصری بکروں کی نسل کا بانی قرار دیا ہے۔لداخ اور تبت میں موجود پشمینہ بکری بھی مارخور کے خاندان میں تصور کی جاتی ہے۔

خطرات

چونکہ یہ بلند و بالا پہاڑی علاقوں میں رہتے ہیں اس لیے ان کا شکار ایک چیلنج سمجھ کر کیا جاتا ہے اور ٹرافی ہنٹنگ کے لیے اسے مارا جاتا ہے۔ پاکستان، تاجکستان، ازبکستان اور ترکمانستان میں مارخور کا شکار خوراک کے علاوہ ان کے سینگوں کی وجہ سے بھی کیا جاتا ہے جنہیں مختلف دیسی ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ قدرت اور قدرتی وسائل کے تحفظ کی عالمی تنظیم بین الاقوامی اتحاد برائے تحفظ قدرت کے مطابق مارخور کو ایسے جانوروں کی صف میں شمار کیا جاتا ہے جن کا وجود خطرے میں ہے۔یعنی اگر ان کی حفاظت کے لیے مناسب اقدامات نہ کیے گئے تو مستقبل قریب میں یہ نسل کرہ ارض سے ہمیشہ کے لئے ناپید ہوسکتی ہے۔ کھلے جنگل میں ان کی تعداد دو ہزار سے چار ہزار کے درمیان رہ گئی ہے۔

مارخور ان 72 جانوروں میں شامل ہے جن کی تصاویر عالمی تنظیم برائے جنگلی حیات (WWF) کے 1976 میں جاری کردہ خصوصی سکہ جات کے مجموعے میں شامل ہے۔ قدرت اور قدرتی وسائل کی حفاظت کی عالمی تنظیم کے مطابق اس نوع کو ان جانوروں میں شمار کیا جاتا ہے جن کا وجود خطرے میں ہے۔جس کی بڑی وجہ قانونی وغیر قانونی شکار ہے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

انداز کلام

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شعر کے اچھے یا بُرے ہونے کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
شعر ایک انداز کلام ہے جو اشعار عمدہ اور پاکیزہ مضامین پر مشتمل ہیں وہ اچھے ہیں اور جو گھٹیا اور فحش مطالب کے حامل ہیں وہ بُرے اور مخرب اخلاق ہیں۔

(مشکوٰۃ، باب البیان والشعر)

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

01 اکتوبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:56	18:08
مدینہ منورہ	04:56	18:09
قادیان	05:01	18:14
ربوہ	04:41	17:53
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:34	18:41